ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ اگست ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ڈیڑھ روپیہ

احادیث الرسول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِکُمْ خَادِمُہٗ طَعَامَہٗ ثُمَّ جَاءَہٗ بِہٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّہٗ وَدُخَانَہٗ فَلْیُقْعِدْہُ مَعَہٗ فَلْیَاْکُلْ فَاِنْ کَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْھًا قَلِیْلًا فَلْیَضَعْ فِیْ یَدِہٖ مِنْہُ اُکْلَۃً اَوْ اُکْلَتَیْنِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے ۔ اور اس نے اس کے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے ۔ تو آقا کو چاہیے کہ کھانا تیار کرنے والے اس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھالے اور وہ بھی کھائے ۔ پس اگر (کبھی) وہ کھانا تھوڑا ہو (جو دونوں کے لیے کافی نہ ہو سکے) تو آقا کو چاہیے کہ اس کھانے میں سے دو ایک لقمے ہی اس خادم کو دے دے ۔ (صحیح مسلم)

تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن گھروں میں غلام یا باندیاں ہوتی تھیں۔ کھانے پکانے، جیسے خدمت کے کام انہی سے لیے جاتے تھے، ان کے بارے میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ جب وہ کھانا پکا کے لائیں تو ان کو اپنے کھانے میں شریک کر لو اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ ۔ اور جب کھانا کم ہو، اس کی گنجائش نہ ہو تب بھی ان کو اسی میں سے کچھ حصہ ضرور دو۔ کیونکہ انہوں نے اس کے پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف برداشت کی ہے ۔ ہمارے زمانہ میں اسی بنیاد پر یہی حکم کھانا پکانے والے نوکروں اور نوکرانیوں کے لیے ہوگا ۔

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم کی غلطیاں کس حد تک ہمیں معاف کر دینی چاہئیں ۔؟ آپؐ نے سکوت فرمایا (اور کوئی جواب نہیں دیا) اس شخص نے دوبارہ آپؐ کی خدمت میں یہی عرض کیا ۔ آپ پھر خاموش رہے اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا ۔ پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ۔ ہر روز ستر دفعہ ۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح پہلی اور دوسری دفعہ جو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ اور خاموشی اختیار فرمائی ۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ آپ نے سوال کرنے والے صاحب کو اپنی خاموشی سے یہ تاثر دینا چاہا کہ یہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ہے ۔ اپنے زیردست خادم اور غلام کا قصور معاف کر دینا تو ایک نیکی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت حاصل ہوتی ہے ۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے معاف ہی کیا جائے ۔ لیکن جب دو دفعہ کے بعد تیسری دفعہ بھی ان صاحب نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ۔ یعنی اگر بالفرض ہر روز صبح سے شام تک ستر قصور کرے ۔ تب بھی اسے معاف ہی کر دو ۔ ظاہر ہے کہ یہاں "سبعین" سے ستر کا خاص عدد مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا زیردست غلام یا نوکر بار بار غلطی اور قصور کرے تو انتقام نہ لو، معاف ہی کر دو ۔ معافی کے اس حکم کا مطلب یہی ہے کہ اس کو انتقاماً سزا نہ دی جائے لیکن اگر اصلاح و تادیب کے لیے کچھ سرزنش مناسب سمجھی جائے تو اس کا پورا حق ہے اور اس حق کا استعمال کرنا اس ہدایت کے خلاف نہ ہوگا بلکہ بعض اوقات اس کے حق میں بہتر ہوگا ۔

قرآن کا خلاصہ

اللہ تعالیٰ کو عبادت سے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی کر لو ۔

(حضرت لاہوری رحؒ)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

جلد ۲۸ شمارہ ۷
جمعۃ المبارک ۲۳ شوال ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی

دفاتر

کراچی
انجمن خدام الدین بلڈنگ
پہلی چورنگی ناظم آباد، کراچی
فون - ۲۱۱۴۴۳

لاہور
خدام الدین مرکز
اندرون شیرانوالہ دروازہ
فون - ۶۴۹۱۴

بدل اشتراک
سالانہ ---- ۶۵ روپے
ششماہی ---- ۳۳ روپے
سہ ماہی ---- ۱۷ روپے

فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ---- روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن، شام ---- ۲۴۴ روپے
انگلینڈ، یورپ ---- ۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا ---- ۲۶۵ روپے
افریقہ (بر اعظم) ---- ۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان ---- ۱۶۰ روپے

ناشر: مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش
مطبع کاسموپرنٹرز ۴۸۰۔ ڈی موری گیٹ لاہور

امریکہ اور اسرائیل

بڑے عرصہ کے بعد امریکہ کو خیال آیا کہ لبنان میں معصوم لوگ مر رہے ہیں ــــ خبر ہے کہ امریکی سربراہ نے اسرائیلی وزیر خارجہ کو جھاڑ دیا ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خبر ہے کہ امریکہ اور اسرائیل میں اتفاق نہیں ہو سکا ــــ اتفاق کیسے ہو؟ امریکہ نے اس دُم بریدہ کو پالا پوسا، اسلحہ دے دے کر اس کی پرورش کی، اس کی ہر جائز و ناجائز پر کان ہی نہ دھرا عمل کیا اور کسی کی لعنت ملامت کی پرواہ نہ کی اب وہ پل کر جوان ہو چکا ہے، خونِ مسلم اس کے منہ لگ گیا ہے اب کسی کی جھاڑ اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے اور جب جھاڑ بھی محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہو تو نتیجہ معلوم؟ اصل ستم یہ ہے کہ دنیائے اسلام منقار زیر پر ہے ۔ اسے سانپ سونگھ گیا ہے ۔ مظلوم اور ستم رسیدہ فلسطینیوں کی انہیں ذرہ برابر پرواہ نہیں، محض تشویش ہے اور اس کے لئے اِدھر سے اُدھر خط لکھے جا رہے ہیں ورنہ اپنے دائرہ میں ہر کسی کے یہاں اللے تللوں کا بازار گرم ہے تشتت و افتراق زوروں پر ہے، بداخلاقی و بے راہروی کے نئے نئے مظاہر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے لئے سبھی کچھ ہو رہا ہے ــــ اے اہل اسلام ! جاگو، بیدار ہو، تمہاری وحدت، تمہاری خدا خوفی، تمہارا جذبہ جہاد اور خواہش موت ہی اسرائیلی سرمستیوں کا علاج ہے ورنہ انتظار کرو کہ یہ دُم بریدہ سگان امریکہ آج لبنان میں خون بہا رہے ہیں کل تمہارے یہاں بہائیں گے

گول میز کانفرنس

نورانی صاحب مسلسل حکومت سے کہتے رہے گول میز

کانفرنس بلاؤ۔ حکومت نے پرواہ نہ کی، اب وہ خود ی بن گئے ہیں۔ سیاست دانوں کو بلائیں گے لیکن کس کس کو؟ اس کا ہنوز پتہ نہیں، کئی ایک کو نہ بلانے کا ابھی سے عزم ہے۔ کئی ایک سے کہا جا رہا ہے کہ فلاں بات کر تو تمہیں بھی بلا لیں گے ــــ ان کے دست راست نیازی صاحب نے پی پی پی سے مظالم کی معافی کی بات کہی ہے۔ اے کاش کوئی یہ بات مسلم لیگ سے بھی کہتا جس سے روزانہ اتحاد ہوتے ہیں اور جو صرف لاہور میں تحریک ختم نبوت ۵۳ء کے دوران ... ہزار فدایانِ ختم نبوت و رسالت کے قتل کی ذمہ دار ہے ــــ

بہرحال گول میز کب بچھے گا ابھی معلوم نہیں کہ تاریخ طے نہیں ہوئی۔ ایجنڈا کیا ہوگا؟ اس کا بھی علم نہیں تاہم اخبارات میں چرچے ہیں ــــ سوال یہ ہے کہ نورانی صاحب قومی

> **پیکرِ مہتاب بطحا**
> **روشنی، خوشبو، حنا**
> **وہ حسین قرآن چہرہ**
> **روشنی، خوشبو، حنا**
>
> (سیف زلفی)

کا مشغلہ جاری ہے وہ سوق سیاست میں گول میز کے اردگرد بچھی کرسیوں پر بیٹھیں گے؟ اس کا جواب فی الحال مشکل ہے لیکن اپنا خیال یہ ہے کہ ایسا نہ ہو تاوقتیکہ بلانے والے سرعام اپنی غلطیوں کی معافی نہ مانگیں۔ اصلاح نہ کریں۔ اس کے بغیر جانے والے اپنی "قدآور شخصیات" کے سبب شاید یہاں کی طعن و تشنیع اور عدم اعتماد سے بچ جائیں۔ پر ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جس دن کوئی کسی کا نہ ہوگا ــــ اس کا لحاظ ضروری ہے ــــ بہرحال اِدھر اُدھر سے کیا سامنے آتا ہے؟ انتظار ہے!

علوی

بقیہ: خطبہ جمعہ

بہتر ہے ورنہ انجام شدید خسران کی شکل میں سامنے آئے گا۔ خدائے بزرگ و برتر ہمیں اپنے کرم سے نوازے اور جماعتی زندگی کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔

خطبہ جمعہ ضبط و ترتیب: عو

اسلام اور جماعتی زندگی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ:-

اما بعد: عن الحارث الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم آمرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل اللہ و انہ من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان یراجع......

بزرگان محترم و معزز خواتین! مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے حضرت حارث الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس روایت کے آپ نے الفاظ ملاحظہ فرمائے اس میں نبی مکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں ــــ جماعت سے وابستگی، حق کی بات کو دل کے کانوں سے سننا، اطاعت و فرمانبرداری کا حق ادا کرنا، راہِ خدا میں ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ ــــ مزید ارشاد ہوا کہ جو شخص بالشت بھر علیحدگی و خروج کا راستہ اختیار کرے گا اس نے اپنی گردن اسلام کی اطاعت و فرمانبرداری سے آزاد کر لی ــــ ہاں یہ کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے واپس پلٹ آئے تو بہت اچھا۔

جماعتی زندگی ــــ قرآن و حدیث

محترم حضرات! اسلام ہمارا دین ہے اس میں جہاں اور بہت سی باتوں کو اپنانے کا حکم ہے وہاں جماعتی زندگی سے وابستگی کا بھی بڑے اہتمام سے ذکر ہے قرآن عزیز کے عمومی مطالعہ سے ارباب بصیرت پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جماعتی زندگی اور اجتماعیت کا اس کے یہاں کتنا اہتمام ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو دعائیں سکھلائیں ان تک میں بالعموم لفظ ربّنا بیان کیا گیا تاکہ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانے والا تصور جماعت سے آشنا رہے۔ عبادات بالخصوص اہم العبادات نماز میں جماعت کا غایت درجہ اہتمام بھی اسی اسلامی روح کا غماز ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کا ایک ارشاد آپ نے ملاحظہ فرمایا دو اور ملاحظہ فرمائیں:-

پہلی روایت کے راوی حبر امت، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس روایت کو حضرات شیخین یعنی امام بخاری و مسلم قدس سرہما نے نقل کیا اس میں ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے امیر و امام سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو ناگوار خاطر ہو تو اسے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص (ذرا ذرا سی بات پر اُلجھ کر) جماعتی زندگی سے ←

بالشت بھر علیحدگی رویہ اختیار کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا ——— دوسری روایت حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے منقول ہے اس کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس میں ارشاد ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کی روش ترک کرنا اور حلقۂ جماعت سے علیحدگی جاہلیت کی موت کا سبب ہے۔

حدیث کے عظیم الشان مجموعہ "مشکوٰۃ المصابیح" کے شارح جناب "لمعات" رحمہ اللہ تعالیٰ "جاہلیت کی موت" کے متعلق فرماتے ہیں کہ جماعتی زندگی سے انحراف کرنے والا ایسی موت مرے گا جیسی موت ان بدنصیب لوگوں پر آتی ہے جو جاہلیت کا شکار ہوتے ہیں۔

برکبیر ہندو پاک کے اکابر علماء اور جماعتی زندگی

جماعتی زندگی کی جیسی کچھ اہمیت ہے اس کا اندازہ آپ کو سطور بالا سے ہو گیا ہوگا۔ برکبیر کے ذمہ دار علماء کی واحد نمائندہ تنظیم "جمعیۃ علماء ہند" کے اجلاس منعقدہ لاہور (۱۹۲۱ء) کا خطبہ صدارت امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد قدس سرہ کی دینی، علمی اور سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے اور یہ خطبہ ایسے مجمع میں دیا گیا جس میں اس وقت کے تمام ذمہ دار علماء موجود تھے اس کا ایک اقتباس "جماعتی زندگی" کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

"اسلام نے مسلمانوں کے تمام اعمال حیات کے لئے بنیادی حقیقت یہ قرار دی ہے کہ کسی حال میں بھی افراد امت متفرق الگ الگ اور متشتت نہ ہوں۔ ہمیشہ مجتمع، موتلف، متحد اور کنفس واحد ہو کر رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں جابجا اجتماع و وحدت پر زور دیا گیا ہے اور کفر و شرک کے بعد کسی بدعملی سے بھی اس قدر اصرار و تاکید کے ساتھ نہیں روکا جس قدر تفرقہ و تشتت سے! اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے تمام احکام و اعمال میں یہ حقیقت اجتماعیہ بمنزلہ مرکز و محور کے قرار پائی اور تمام دائرہ عمل اسی کے گرد قائم کیا گیا۔ عقیدہ توحید سے لے کر تمام عبادات و اعمال تک یہی حقیقت مرکزیہ جلوہ طرازی کر رہی ہے اور اسی بنا پر بار بار نظم جماعت پر زور دیا گیا ہے — کہ "علیکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ" (رواہ ترمذی) اور علیکم بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد" (البیہقی) اور "اذا کان ثلث فی سفر فلیؤمروا احدکم" (رواہ اصحاب سنن (ص۳۵)

جماعتی زندگی کے سلسلہ میں اہل علم کے احساسات کا یہ عالم رہا کہ انہوں نے ہر دور میں اس مسئلہ کو اپنی توانائیوں کا مرکز سمجھا اسی خطبہ صدارت کا ایک مزید اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو مسئلہ کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

"جو فتنہ آج یورپ سے اٹھا ہے چھٹی صدی ہجری میں بھی اس کے سیلاب بلاد تاتار و چین سے اٹھے تھے اور تاتاریوں کے استیلاء سے تمام عالم اسلام تہہ و بالا ہو گیا تھا اس وقت بھی تمام بلاد مشرقیہ اسلامیہ کا یہی حال تھا جو آج نظر آ رہا ہے لیکن اس عہد کے علماء نے پہلا کام یہ کیا کہ جن بلاد پر تاتاریوں کا قبضہ و استیلاء ہو گیا تھا وہاں تنظیم جماعت اور قیام شرع کے لئے ولاۃ مسلمین مسلمانوں کے

(والی و حکام) کے منصب و تقرر کا حکم دیا ——— شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلاد محکومہ تاتار کے لئے فتویٰ دیا تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کو ابدا اس کفر پر قانع نہیں ہونا چاہئے اور ایک لمحہ بھی بغیر کسی امام کے بسر نہیں کرنا چاہئے۔

اس ضمن کی کوششیں

مسلمان علماء نے اس نازک دور میں جماعتی زندگی کے لئے سرتوڑ کوشش کی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت ایسی تھی کہ اس وقت ہندوستان کے مختلف مکاتب فکر نے انہیں ان ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی دعوت دی۔ آپ کی اچانک گرفتاری اور واپسی کے بعد جلد ہی موت نے صورت حال ایسی پراگندہ کر دی کہ یورپ کے دانشوروں کو فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ اس دوران سب سے پہلے جس طبقہ نے جماعتی زندگی کے تصوّر کے خلاف باقاعدہ محاذ آرائی کی، ان کا تعلق بدایوں کے علاقہ سے تھا۔ اس کے بعد ایک مخصوص ذہن رکھنے والے حضرات نے خود برطانیہ سے درخواست کر ڈالی کہ تم اپنی نگرانی میں مسلمانوں کے شیخ الاسلام کا تقرر کرو ——— یہ وہی طبقہ تھا جس کی سیاسی سوچ کا دھارا نوابانِ ہند کے اجلاس ڈھاکہ منعقدہ ۱۹۰۶ء کے تابع تھا ——— اور اب مسلمان اور عام مسلمانوں سے بڑھ کر علماء جس تشتت و افتراق کا شکار ہیں۔ فرقوں کی بنیاد پر پارٹی بازی اور پھر ہر پارٹی کے اندر پارٹی اور گروہ بندی کا جو سلسلہ چل نکلا ہے وہ ہم پر نازل ہونے والی آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ یہ وہ معصیت ہے جس سے جتنی جلدی ہم توبہ کر لیں

رسول مقبول ﷺ ایک مقنّن کی حیثیت سے

عنایت اللہ وارثی

آنچہ مے گوئی کہ آں بہتر زحُسن
یار من ایں دارد و آں نیز ھم

قانون کی اصل غرض و غایت معاشرے میں امن وامان کا قیام اور ہر شخص کے ہر حق کی حفظ و نگہداشت ہے پہلے حصّہ کا زیادہ تعلق ضابطہ فوجداری سے اور دوسرے کا دیوانی سے ۔ اسے عدلیہ اور انتظامیہ کے دو شعبوں پر بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے ـــــ ہر وہ قانون جو اس غرض کو پورا کرے گا اور جس قدر زیادہ اچھی صورت میں پورا کرے گا اسی قدر وہ قانون قابلِ اعتماد، زیادہ قابلِ تعریف، زیادہ مقبول اور زیادہ مفید ہوگا اور پھر اس قانون کو پیش کرنے والا بھی اسی قدر زیادہ محسنِ انسانیت اور زیادہ سے تحسین و آفرین کا مستحق ٹھہرے گا ۔

محسنِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت کو ایک مقنّن کی حیثیت سے دیکھنے کے لیے آپ کے پیش کردہ قانون اور قانون کے نتائج کو دیکھنا بالعموم ضروری ہے اور بالخصوص ان گہری بنیادوں پر بھی غور کرنا ضروری ہوگا جو ان مشہور اور عام فہم نتائج اور تاریخی حقائق کے نہایت لطیف، دُور رس فطری وجوہ و اسالیب اور محرکات ہیں ۔ جن وجوہ و اسالیب اور محرکات نے اس قانون کو قابلِ عمل، سہل القبول اور مقبولِ عام بنایا کیونکہ کوئی قانون بہتر سے بہتر کیوں نہ ہو جب تک اس پر عمل نہ ہو بے کار محض ہوتا ہے ، اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔ اسلامی قانون کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ یہ رواج و نفاذ کی خود ایک زندہ قوت اور تحریک ہے ۔

جہاں تک قانون کی ترتیب کا تعلق ہے یہ قانون خالقِ کائنات کا بنایا ہوا ہے ۔ مخلوق کے کسی فرد کا اس میں دخل نہیں ۔ خلیفۃ اللہ حضرت آدمؑ سے چل کر آج تک ہر پیغمبر نے یہی وضاحت کی ہے ۔ خدا ہی کی حاکمیت کو منوایا ہے اور خدا ہی کے قانون پیش کیا ہے ۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۂ نساء رکوع ۹)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذنِ خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے ۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت اور دنیا کے سیاسی حکمرانوں کی حکومت میں یہی سب سے بڑا مایہ الامتیاز ہے جہاں سیاسی حکمرانوں نے عوام کو اپنے زیرِ فرمان رکھنے اور انہیں اپنی غلامی کا طوق پہنانے کی کوشش کی ہے وہاں انبیاءؑ کی مقدس جماعت نے عوام کو اپنے ہم جنس بندوں کی غلامی سے نجات دے کر خدا کا بندہ بنانے کی مہم چلائی ہے ۔ جس کی بندگی اور غلامی سے کسی کو عار و استنکار نہیں ہوسکتا ۔

مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران)

کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ ۔ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے اللہ والے بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو کیا ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو ۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (نساء ۔ ۴۴)

مسیح اس بات کو عار نہیں سمجھے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو عار سمجھتے ہیں ۔

اس مقدس دعوت میں یہ نفسیاتی تحریک بنیادی حیثیت سے شامل ہے کہ وہ انسان جو اپنے ہم جنسوں کی غلامی میں زندگی بسر کرنا قطعاً پسند نہیں کرتا اسے خدا کے ترتیب دیئے ہوئے ایک ایسے قانون کی سرپرستی کا آرام دہ سایہ نصیب ہوگیا جو لم یلد ولم یولد کا بنایا ہوا ہے جس میں کسی کی طرفداری کا شائبہ تک نہیں ۔ قانون بنانے والے سے اپنی رعایا کی زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں، کوئی تقاضا نظر سے اوجھل نہیں، کسی تقاضے کا پورا کرنا اسے مشکل نہیں ۔

قانونی پابندی کی مُشکل کا حل

قانون کوئی بھی ہو، آخر پابندی کا تقاضا کرتا ہے اور پابندی بہرحال ایک ناگوار حقیقت ہے ۔ لیکن خدا کی بارگاہ، وہ بارگاہ یا پناہ گاہ ہے جہاں اللہ کے بندوں نے یہی التجا پیش کی ہے کہ تیری بے نیاز مشفقانہ تادیب میں بھی ہماری بھلائی ہی بھلائی ہے ۔ بار الٰہا ! ہم کو اپنے جنسوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ !

مسلّط مکن چو مُغنے پر سرم
زدستِ تو بہ گر عقوبت برم
بہ گیتی نہ باشد بتر زیں بدے
جفا بردن از دستِ ہمچوں خودے

علّامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں :۔

آدم از بے خردے بندگیٔ آدم کرد
گوہرے داشت ولے ندرِ قباد و جم کرد
یعنی از خوے غلامی زسگاں خوار تر است
من ندیدم کہ سگے پیش سگے سر خم کرد

اس کے مقابلہ میں خدا کی وہ بندگی اور خدا کے قانون کی وہ پابندی جو اس کا بندہ رضاکارانہ قبول کرتا ہے اور جس پابندی میں قبول و اذعان کی فطری کشش موجود ہوتی ہے وہ دل تنگی کا سامان نہیں ہوتی بلکہ عین راحت ہوتی ہے اور سکون و اطمینان کا سامان بن جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا گرفتار، گرفتاری پر نہیں، آزادی ضائع کیے ہوئے وقت پر پچھتاتا ہے ۔

نالہ از بہرِ رہائی نکند مرغِ اسیر
خورد افسوسِ زمانے کہ گرفتار نہ بود

مسلمان کی آزادی کے معنی یہی ہیں کہ اسے اس پابندی سے روکنے والی کوئی قوت راہ میں حائل نہ رہ جائے ۔

خلاص حافظ از آں زلفِ تابدار مباد ۔ کہ بستگانِ کمندِ تو رستگار انند

دیگر بے شمار ایسے فطری محرکات میں سے جو رسولِ مقبولؐ کے پیش کردہ قانون کی پابندی از خود قبول کرنے کے لیے انسان کو آمادہ کرتے ہیں ۔ ایک یہ مذکورہ عقیدہ ہے کہ یہ خالقِ کائنات کا قانون ہے اسے قبول کرنے میں کسی ننگ و عار کا شائبہ تک نہیں بلکہ اس کی پابندی، وہ پابندی ہے جو ہر غلامی سے آزاد کر دیتی ہے ۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۲ ۔ دوسری امتیازی خوبی اس میں یہ ہے کہ دنیا کے تمام نئے اور پرانے قوانین کے مقابلہ میں اس قانون کا پیش کرنے والا (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بھی اپنے پیش کردہ قانون کا بالکل اسی طرح پابند ہے جس طرح ایک عام شہری، بلکہ پہلا پابند خود ہے اور بعد میں یہ پابندی کسی دوسرے پر پہنچتی ہے ۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (بقرہ ۔ ۴۰)

رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں ، انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے ، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں ۔

اسلامی آئین اور عوامی تحریک

عوام کے لیے اس قانون کو قبول کرنے میں یہ صورتِ حال ایک ایسی فطری تحریک اور بوئے جنسیّت کی ایسی نفسیاتی تسکین کا سامان بن جاتی ہے کہ ہر خاص و عام اس خوش گوار پابندی کے لیے مجبور نہیں بے تاب ہو جاتا ہے ۔

بائیبل کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لاوی خاندان (نسلِ ہارون علیہ السلام) کو کس قدر قانونی تحفظات حاصل تھے بلکہ بے شمار مراعات ملی ہوئی تھیں جن میں عوام کا کوئی حصّہ نہ تھا ۔ سوختنی قربانی صرف اسی خاندان کا حق تھا ۔ دنیا کا سب سے بڑا مقنّن "منو" جس نے ہندو جاتی کے لیے سمرتی ترتیب دی ۔ اسے پڑھ کر دیکھئے کہ اس نے پہلے نسلِ آدمؑ کو چار ورنوں (طبقوں) برہمن، کشتری ، ویش اور شودر پر تقسیم کرکے ایک نہ ختم ہونے والی بے انصافی کی پائیدار بنیاد رکھ دی اور ہر طبقہ کے علیحدہ علیحدہ حقوق و فرائض مقرر کیے ۔ سب سے اونچے طبقہ برہمن کو

قدم قدم پر تحفظات اور مراعات سے نوازا۔ افلاطون کے فلسفہ تک دیکھ جاؤ، طبقاتی امتیازات قدم قدم پر نظر آئیں گے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیش کردہ قانون کے اجراء و نفاذ میں جو طریقِ عمل اختیار فرمایا وہ یہ ہے کہ قانون کے سامنے ہر چھوٹا بڑا یکساں تھا۔ یہاں تک کہ خود اپنی ذات بھی مستثنیٰ نہ تھی۔ بلکہ انا اول المسلمین کہہ کر آپؐ نے اپنے آپ کو سب سے پہلا قانون کا پابند عملاً ثابت کر دیا اور قانون کے احترام کی بے نظیر مثال قائم کر دی۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوتی ہے۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہایت محبت رکھتے تھے، لوگوں نے ان کو سفارشی بنا کر خدمتِ نبویؐ میں بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا، اسامہؓ! کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو، پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا" تم سے پہلی اُمتیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جُرم کرتا تو تسامح کرتے اور معمولی آدمی مجُرم ہوتے تو سزا پاتے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے"!

مرض الموت میں آپؐ نے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ میرے ذمہ اگر کسی شخص کا کچھ قرضہ آتا ہو یا کسی کی جان و مال و آبرو کو کوئی صدمہ پہنچا ہو تو میری جان و مال و آبرو حاضر ہے۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ جنگِ بدر کے موقع پر صفیں سیدھی کراتے ہوئے آپؐ نے مجھے تیر کی لکڑی سے چوکا دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بدلہ لے سکتے ہو! اسؓ نے کہا اس وقت میرا بدن ننگا تھا۔ آپؐ نے کرتہ اُتار دیا لیکن صحابیؓ مُہرِ نبوت کو بوسہ دے کر عذرِ خواہ ہوا اور پیچھے ہٹ گیا۔

اسی فطری تعلیم اور عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آنحضرتؐ کے جانشین جو اس نظامِ حکومت میں قوم کے سربراہ بنتے رہے۔ اپنی ماتحت عدالتوں اور اپنے مقرر کیے ہوئے ججوں کے سامنے مدعا علیہ کی حیثیت سے اپنے مدعیوں اور مستغیثوں کے برابر مجرموں کے کٹہروں میں کھڑے ہوتے رہے تاریخ کے صفحات اس قسم کے واقعات سے پُر ہیں۔

قانون بھی خالق کائنات کا بنایا ہوا اور اس کے اجراء نفاذ کا یہ امتیازی طرزِ عمل، اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اسی دور میں دنیا نے وہ امن و اطمینان حاصل کیا، جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

۳۔ تیسری امتیازی خوبی اس قانون اور مقنّن میں یہ ہے کہ اس نے ایک معیّن روزِ جزا کا عقیدہ دیا جس دن تمام پوشیدہ سے پوشیدہ جرائم کھل کر سامنے آجائیں گے اور دنیا میں ایک دوسرے کو دیئے ہوئے سارے دھوکے مغالطے نکل جائیں گے۔ اس عقیدے کو واضح کرنے میں رسولِ مقبولؐ کے طرزِ عمل کا ایک واقعہ کافی ہے۔

اُمِ سلمیٰؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے اپنے حجرہ کے دروازہ کے قریب لوگوں کو جھگڑتے سنا تو آپؐ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا:۔

انما انا لبشر وانه یاتینی الخصم فلعل بعضهم الحن بحجته من بعض فاحسبه انه صادق فقضیته بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیحملها او یذرها۔

میرے پاس مقدمہ آتا ہے مدعی اپنی چرب زبانی سے دعویٰ ثابت کر دیتا ہے۔ حالانکہ حق دوسری جانب ہوتا ہے، میں اس بیان کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ نافذ کرتا ہوں۔ مگر وہ یہ سمجھ لے کہ ایک مسلمان کا مال ناجائز طریقہ سے لینا آگ کو لینا ہے، اب وہ آزاد ہے اسے قبول کرے یا چھوڑ دے۔

روزِ جزا کی جواب دہی کا ذمہ دارانہ تصور اس سے زیادہ کیا دلایا جا سکتا تھا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دن کے فیصلے کے سامنے اپنے فیصلے کو بھی بے حقیقت قرار دے دیا۔ یہ واقعہ ایک طرف آپ کی بے نفسی کی انتہا ہے اور دوسری طرف قانونِ الٰہی کی پابندی کا وہ ہمہ گیر اثر پیدا کرتا ہے جس سے زیادہ اثر پیدا کرنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ میں سنیئے:۔

ماکنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔

میں انوکھا رسول نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا!

آپ کے اس طرزِ عمل نے اسلام قبول کرنے والوں کے ضمیر کو اس حد تک بیدار کر دیا اور آخرت کے عقیدے نے یہ بیداری اس مقام تک پہنچا دی کہ لوگ قانون کی پابندی ہی میں دنیوی اور اُخروی راحت یقین کرنے لگے ہر مرد و عورت نے اس پابندی ہی کو ذریعہ نجات یقین کر لیا اور یہ یقین معاشی اور معاشی زندگی کے اطمینان اور امن کا مستقل سرمایہ بن گیا۔ اس سلسلہ میں ذیل کے دو واقعات بطور شہادت کافی ہوں گے۔

بریدہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ "مجھے پاک کر دیجئے"؟ آپ نے فرمایا "تیرا بُرا ہو لوٹ جا اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے!" راوی کہتا ہے وہ تھوڑی دور تک واپس گئے پھر لوٹ آئے اور پھر یہی کہا" اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کر دیجئے"! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا، تین بار ایسا ہی ہوا۔ چوتھی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تجھے کس چیز سے پاک کر دوں؟ وہ بولے زنا سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں سے یہ شخص پاگل تو نہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ ایک شخص کے اُٹھ کر ماعزؓ کے منہ کی بو سونگھی تو اسے شراب کی بُو نہیں ملی۔ آپؐ نے پھر ان سے پوچھا کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا" ہاں"۔ اس پر آپؐ نے حکم صادر فرمایا اور ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس واقعہ کو دو تین دن گذرے ہوں گے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا" ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مغفرت کی دعا کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ایک پوری قوم کے درمیان تقسیم کر دی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو"!

پھر آپؐ کے پاس قبیلہ ازد کے بطن غامد کی ایک عورتؓ آئی اور اس نے کہا:" اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کر دیجئے!" آپؐ نے فرمایا "تیرا بُرا ہو لوٹ جا، اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے"! وہ بولی، "آپ مجھے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرح لوٹانا چاہتے ہیں؟ یہ زنا سے قرار پایا ہوا حمل ہے؟" آپؐ نے فرمایا کیا تو زنا سے حاملہ ہے؟ اس نے کہا "ہاں"، آپؐ نے فرمایا" وضع حمل تک انتظار کر"! راوی کہتا ہے کہ پھر آپؐ نے اس عورت کو بچہ جننے تک کے عرصہ کے لیے ایک انصاری کی نگرانی میں دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آکر اطلاع دی کہ غامدی عورت بچہ جن چکی ہے۔ آپؐ نے فرمایا" مگر ہم ایسا نہیں کریں گے کہ اسے سنگسار کر دیں اور اس کے شیر خوار بچہ کو اکیلا چھوڑ دیں، کوئی اسے دودھ پلانے والا نہ ہو"! آپؐ نے اس سے کہا کہ" لوٹ جا اسے دودھ پلا، جب دودھ چھڑا لینا تب آنا۔ جب وہ دودھ چھڑا چکی تو بچہ کو لے کر آپؐ کے پاس آئی۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے آپؐ سے کہا رسولِ خدا میں نے اس دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپؐ نے بچہ کو کسی مسلمان کے حوالے کر دیا اور اس عورت کے رجم کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اسے سینہ تک زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر مارا جس سے خون کے چھینٹے اُڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر پڑے۔ انہوں نے عورت کو بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا" خالدؓ ذرا سنبھل کر، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ناجائز چنگی وصول کرنے والا بھی کرتا تو اسے بخش دیا جاتا"۔ پھر آپؐ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اسے دفن کرایا۔

(مسلم۔ نسائی)

اگر کسی قانون اور مقنّن کی خوبی و کامیابی کا تعلق قانون کے قابلِ عمل ہونے اور عوام کے دل میں قانون کا احترام موجود ہونے سے ہے، تو اس لحاظ سے نہ اس قانون کی مثال دنیا میں ملے گی اور نہ ایسے مقنّن کی۔ ایک مرد اور ایک عورت دو مجرم آپ کے سامنے ہیں۔ یہ مجرم اپنے انجام سے ناواقف قطعاً نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ان کا صرف اقرارِ جرم نہیں۔ ہر ایک کا اصرار ہے کہ" اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کیجئے"! کیا یہ اصرار اس مقدس جذبہ اور اس قوت محرکہ کے وجود کی زندہ شہادت نہیں۔ جس جذبے اور قوت کی حفاظت میں مجرم بطیبِ خاطر جان دے دینا ضروری سمجھتا ہے لیکن قانون کے احترام میں سرِ مو فرق آنا پسند نہیں کرتا۔ مقنّنؐ (شارع) رحم و عفو کے سارے جذبات کے باوجود حد جاری کرتا ہے اور مجرم اس شان سے قبول کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر یاد کر لیجئے کہ کوئی اچھے سے اچھا قانون اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک اس کا احترام نہ ہو۔ کیا دنیا میں کسی قانون کے احترام کی ایسی مثال موجود ہے؟ اور کوئی ایسا مقنّن تاریخ انسانی میں نظر آتا ہے؟

اس قانون کی غرض اور اس مقنّنِ اعظمؐ کا مقصد صرف قیامِ امن ہے اس سلسلہ میں صرف ایک گذارش کافی ہو گی۔

عدلیہ حقوق و فرائض کا فیصلہ کرتی ہے۔ قانون کے اس شعبہ کا تعلق معاشرے کے ساتھ بالواسطہ ہے البتہ انتظامیہ کا تعلق انسانی معاشرے کے امن و امان سے بلاواسطہ اور قریب تر ہوتا ہے ضابطہ فوجداری کی آخری دفعہ اور جرائم میں سب سے بڑا جرم قتل ہے۔ جس میں انتقام در انتقام کا سلسلہ تمام معاشرے کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگا سکتا ہے اور لگا دیتا ہے۔ دنیا کے ہر قانون نے اس جرم کی سزا موت رکھی ہوئی ہے ہمارے ہاں مروجہ قانون میں فوجداری جرائم میں نہایت کم درجہ جرائم سے اوپر کوئی جرم بھی قابلِ راضی نامہ نہیں۔ فوجداری میں مدعی حکومت ہوتی ہے۔ فوجداری عدالتیں فریقین میں راضی نامہ کرانے کی مجاز نہیں۔ سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہوتی کہ فریقین آپس میں راضی ہو کر غلط بیانات دیں شہادت تبدیل کریں اور عدالت کو مجرم کی بریّت کے لیے گنجائش

پیدا ہو جائے۔ لیکن اسلام نے فوجداری کے آخری جرم قتل میں بھی راضی نامے کی گنجائش رکھی ہوئی ہے۔ مقتول کے ورثاء کو اختیار ہے کہ قصاص میں دیت وصول کریں یا معاف کر دیں۔

فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ

اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو تو معروف طریقے کے مطابق عمل ہونا چاہیئے۔

مجرم کو مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دینے میں ایک طرف یہ فائدہ ہے کہ ارادۂ قتل کرنے والا مجرم اپنا مستقبل خوب سوچ سکتا ہے اور ایسے خطرناک اور ظالمانہ فعل سے پہلے اسے سو بار سوچنا پڑے گا۔ دوسرے ورثاء معافی کا اختیار استعمال کر کے قتل در قتل کے انتظامی سلسلہ سے معاشرے کو بچا سکتے ہیں اور خود بچ سکتے ہیں۔ قانون کی اصل غرض و غایت جو قیام امن ہے معاشرے کو صرف اسی ایک صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

آدمیّت احترام آدمی

اسلامی قانون اور اسلام ـ مقنن کی سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ اس نے انسانی جان کے احترام کا وہ معیار قائم کیا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی قانون میں نہیں ملتی۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ......ہ بنیادی قانون کا اعلان کر کے "خون شاہ رنگین تر از معمار نیست" کا یقین دلایا اور پھر فرمایا۔ کہ ایک قتل ناحق ساری دنیا کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوائے کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

مومن کو ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی انسان کو جہنمی بنا دیتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے کعبہ کو مخاطب کر کے مجمع عام میں فرمایا۔

مَا اطیبکَ وَالطیب ریحکَ ـ مَا اعظمکَ و اعظم حرمتکَ وَالذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المؤمن اعظم عند اللہ حرمۃ منکَ مالہ ودمہ وان یظن بہٖ خیراً (بخاری)

تو کیسا سرسبز و شاداب ہے اور تیری خوشبو کیسی خوش ہے تو کیسا عظیم ہے اور تیری امت کس قدر بلند ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ یقیناً مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر عظیم ہے۔ اسی طرح اس کا مال اور اس کا خون، ضروری ہے کہ نیک ظن رکھا جائے۔

آپ کے اس ارشاد نے انسانی جان کے اتلاف کا وہ خاص چور دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے قطعاً بند کر دیا جو عقیدت کے پردوں کے پیچھے انسانی زندگی کے ہر نیک و بد دور میں برابر کھلا رہا ہے اور لوگ اپنے اپنے زعم کے مطابق مقدس مقامات پر دشمن تو رہے ایک طرف اپنے فرزندوں تک کو ذبح کرتے رہے ہیں اور لعنت و نفرین کے بجائے اس درندگی پر تحسین و آفرین کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ہیں ——

دنیا کے ہر قانون میں قانون کے تحت انتظامیہ کے کارکن کسی قتل کے الزام میں ایک شخص کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کر دیتے ہیں عدالت اسے اس الزام سے بری قرار دے دیتی ہے۔ اس کے بعد انتظامیہ نے کبھی اصل قاتل کو تلاش نہیں کیا۔ کیا مقتول بھی اس فیصلہ کے بعد زندہ ہو گیا اور قتل، قتل نہیں رہا؟؟ —— اسلام کا قانون ایسے ناقص انصاف کا قائل نہیں۔ یہاں مجرم خود پیش ہوتا ہے اور پھر سب سے آخری عدالت کا فیصلہ اور فیصلے کا آخری دن بہرحال باقی ہے یہ وہ نظام ہے جو اِن فطری حقائق کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اور قائم رہنا اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس محسنِ انسانیت کی مقدس ذات پر جس نے انسانی جان کی حفاظت اور امن و امان کے قیام کے لیے صرف ایک بے مثال قانون ہی پیش نہیں کیا بلکہ اس مثالی قانون کے اجراء و نفاذ کے سلسلہ میں وہ وہ سہولتیں پیدا کیں، تحریکیں اٹھائیں اور اپنی پاک زندگی کے ایسے ایسے عملی نمونے پیش کیے جن سے یہ قانون خود بخود نفاذ و اجراء کی ایک فعال قوت بن گیا۔ ماننے والوں نے مجبور ہو کر نہیں مانا بلکہ مقنن کی موجودگی اور رہنمائی ہی میں اپنے نہ ماننے پر متاسف ہوئے اور دورِ انکار پر پچھتائے۔

یہ بات اپنی جگہ ہمہ گیر صداقت رکھتی ہے کہ شراب نوشی، اور اخلاق اور ریاستی قانون شکنی کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ ذہنی، دماغی اور اخلاقی استعداد کا مفلوج ہو جانا بوجہ شراب کے، اور نتیجۃً راہیں کھل جانا پست میلان کی

طرف - (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجین اینڈ ایتھکس) I ص ۳۰۱

۵ اوّل تو شر بشر میں ہے پھر شراب میں ممکن نہیں شراب پئیں اور شر نہ ہو

محمد سعید الرحمٰن علوی
ریڈیو پاکستان

الفُرقان

بعد از خطبہ مسنونہ ——

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ـ صدق اللہ تعالیٰ العلی العظیم

سامعین محترم؛ سورۃ الانعام کی دو آیتیں ۵۸-۵۹ کی تلاوت کی گئی حاصل مدعا سے قبل ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں۔

(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے، کہیں وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو تو میرے اور تمہارے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اور ظالموں کا حال اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے —— اور غیب کے تمام خزانے خدا ہی کے پاس ہیں ان خزانوں کو اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو جانتا ہے اور درخت سے کوئی پتہ گرنے والا ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا ہو اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں پڑتا اور کوئی خشک و تر چیز نہیں گرتی مگر یہ کہ وہ کتاب واضح میں لکھی ہوئی ہے۔

سامعین گرامی: یہ سورۃ جس کی دو آیتیں اور ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا، یہ مکی دَور کی سورۃ ہے اور جس طرح کہ عام طور پر مکّی سورتوں میں اصلاح عقائد و قصص ماضیہ کی بحثیں عام طور پر ذکر فرمائی گئی ہیں اس سورۃ میں بھی یہی مضامین بکثرت وارد ہیں —— اصلاح عقائد وہ نازک اور اہم موضوع ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ان گنت نبیوں کو دنیا میں بے پناہ مصائب و تکالیف سے دوچار ہونا پڑا، خدائے بزرگ و برتر کا ہر فرستادہ جب دعوت و تبلیغ کا کام شروع کرتا تو اس کی بسم اللہ اسی بات سے ہوتی، کفر و شرک کی عمیق گہرائیوں میں پڑی ہوئی قوم کے افراد ایک دم چونک اُٹھتے اور پیغمبر خدا سے اُلجھنا شروع کر دیتے —— حالانکہ یہ وہی لوگ ہوتے جو اس کام سے پہلے اُس نبی کی انسانی خوبیوں اور کمالات کے بدل و جان معترف ہوتے اب وہ اس طرح معترض ہوتے کہ توبہ بھلی، لیکن پیغمبران خدا کا جواب واضح ہوتا کہ میاں ہمیں بیٹھے بٹھائے یہ خیال نہیں آیا بلکہ ہم جس کے بندے اور نام لیوا ہیں اس کا حکم ہے اور اس کے حکم کی تابعداری ہمارا فرض ہے۔ صداقت ازلی کا انکار کرنے والے بندگان ہوا و نفس ان قدسی صفت حضرات سے الجھتے الجھتے ضد و حسد کی آخری سٹیج پر پہنچ جاتے لیکن خدا کے پیغمبر کمال درجہ دلسوزی و محبت کے ساتھ انہیں سمجھاتے اور ان کی تلخیوں کا جواب ہنس کر دیتے۔ حضور نبی مکرم قائدنا الاعظم محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کو بھی ان تمام مراحل سے گذرنا پڑا —— بعثت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی تو اس طرح گذری کہ سرداران قریش کے نزدیک سب سے زیادہ ذی عزت و احترام آپ کی ذات تھی لیکن جونہی صدائے لاالہ بلند ہوئی اور دنیا کے اس سب سے زیادہ محترم اور سچے انسان نے لات و منات کی جھوٹی خدائی کو چیلنج کیا تو سرداران قریش بلبلا اُٹھے ایسے معلوم ہوا کہ ان کے سر پر کسی نے لٹھ دے مارا ہے وہ ایک طویل عرصہ سے ان گمراہیوں کا شکار تھے مااتاھم من نذیر قرآن نے انہی کے لئے کہا تھا، یہ صدائے حق ان کے لئے بالکل اجنبی اور نامانوس تھی باپ دادے کی موروثی رسومات کو ترک کرنا ان کے بس میں تھا، نخوت و غرور، سرداری و سرمایہ پرستی کی بنیاد پر جو قلعے انہوں نے تعمیر کر رکھے تھے وہ منہدم ہوتے نظر آ رہے تھے اس جھوٹی سیادت و قیادت کی وجہ سے جاہلین عرب سے حاصل ہونے والے مفادات پر ضرب کاری لگتی نظر آ رہی تھی بتوں کے نام کی نیازیں بند ہونا ناگزیر تھا، محمد عربی کی دعوت و پیام کا واضح مقصد خدائے واحد کی بندگی پر لوگوں کا جمع کرنا تھا، اس دعوت کے

قبول کر لینے کے بعد بندہ و آقا کی تمیز لازماً ختم ہو جاتی انما المؤمنون اخوۃ کی قرآنی حقیقت جلوہ گر ہوتی، یاروں کو یہ بات گوارا نہ تھی وہ تو عام لوگوں کو ڈھور ڈنگر کا مقام دینے والے تھے، انہوں نے نسل انسانی پر ظلم توڑے تھے غریب کا خون چوسا تھا اور اس کی خون پسینہ کی کمائی پر مختلف عنوانات سے اپنے محل تعمیر کئے تھے، اس بجلی کے کڑکے نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تو کشتگان ستم کو روشنی کی کرن نظر آنے لگی.

یہ صوت ہادی ایسی تھی جس نے مصیبت زدہ انسانیت کو مینارہ نور دکھایا تھا ـــــ مفادات کے پجاریوں کفر و شرک کے اندھیروں میں غرق بادیہ ضلالت کے مسافروں نے دھن دھونس اور دھاندلی سے اس آواز کو دبانا چاہا، ان کی خواہش ہوئی کہ یہ آواز دب جائے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اس کے لئے انہوں نے جناب رسالتمآب علیہ السلام کے سامنے سیم و زر کے سکے پیش کرنا چاہے، آپ کو اپنے علاقہ کی سرداری پیش کی، یہ داؤ نہ چلا تو زبان کے خنجروں سے آپ پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ شاعر و کاہن اور مجنوں جیسے القابات سے آپ کو یاد کرنا شروع کر دیا، اس سے بات نہ بنی تو آپ کے رفقا کی پٹائی، سوشل بائیکاٹ حتیٰ کہ آپ کے قتل و جلاوطنی کی تدبیریں ہوئیں، مختلف مواقع پر انہوں نے اپنے طور پر یہ بڑا تیر مارا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے ملکیتی باغ ہوں آپ کی سونے کی کانیں ہوں، فرشتہ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہے ہم پر ایسا عذاب آئے کہ ہم فنا ہو جائیں وغیرہ ذالک، مقصد واضح تھا کہ یہ کام بند نہ ہوں گے تو ہم شور مچانے کی پوزیشن میں آ جائیں گے اور دنیا کو باور کرا سکیں گے کہ اس شخص کے ہاتھ میں کچھ نہیں لیکن ان کا یہ داؤ بھی ناکام ہوا، بھلا خدا کا رسول ان باتوں سے کیسے مشتعل ہوتا، وہ کیونکر ایسا دعویٰ کرتا جس کا اسے خدا کی طرف سے اذن نہ تھا.

اس سچائی کی روح نے کہا اور بجا طور پر کہ یاد رکھو اختیارات کا سرچشمہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے میرے قبضہ و تصرف میں کسی کا نفع ہے نہ نقصان۔ مکہ کی بے آب و گیاہ زمین کا وادی مزروعہ بن جانا اور اس پر پھل اور پھولوں کا لہلہانا میرے اختیار میں نہیں، پہاڑ سونے کے ہو جائیں تو ممکن ہے لیکن اس کا انحصار مشیت الٰہی پر ہے یہ کام میرا نہیں فرشتہ ہمہ وقت میرے ساتھ ہو خدا اس پر قادر ہے پر میں نہیں، تم پر عذاب آئے اور تم مٹ جاؤ اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل نہیں آن واحد میں ایسا ممکن ہے وہ صاحب امر و اختیار ہے لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ فیصلے ہو جائیں سچے کی کامیابی المنشرح ہو جائے اور جھوٹا اپنی ذلت و نامرادی کو پالے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس دنیا میں ایسا ہو یا آنے والی دنیا میں یہ تو خدا ہی کو علم ہے ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں اور یہ جاننا بھی اللہ تعالےٰ کی ارسال کردہ وحی کا مرہون ہے کہ ظالم کا انجام بُرا ہے ـــــ

دریائے حقیقت و معرفت سے محروم لوگو، خدا کے تحمل اور بردباری کا مذاق نہ اڑاؤ، طلب عذاب میں جلدی نہ کرو، ہوش و عقل کے ناخن لو اور اپنی اصلاح کی تدبیر کرو اور یہ بھی یاد رکھو کہ کبھی تم میرے متعلق یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے متعلق سوچنے لگو کہ اس ذات پاک کے سوا بھی آسمان و زمین کے مخفی خزانوں اور مغیبات کو جاننے والا ہے ـــــ ناں ناں، قطعاً نہیں لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ ۔ دریاؤں کی وسعتوں اور گہرائیوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اور خشکی میں کیا انقلابات رونما ہوتے ہیں سب اللہ کو علم ہے، اس کے علوم کا معاملہ تو ایسا ہے کہ حد نگاہ تک پھیلی ہوئی زمین کے کسی درخت کا کوئی پتہ گرے تو اس ذات کے علم میں ہوتا ہے۔ اور دہقان کے عمل سے یا یونہی اڑ اڑا کر کوئی دانہ بیج یا کوئی اور خشک و تر چیز کہیں زمین کی پہنائیوں میں گم ہو جائے پر اللہ سے کوئی چیز مخفی ہے نہ پوشیدہ ـــــ ان آیات میں اللہ نے اپنے محبوب کی زبان سے اپنی وحی کا اس طرح اعلان کروایا کہ ضلالت و تاریکی کے ماحول میں ڈوبی ہوئی اگلی پچھلی انسانیت کے قلب و نظر میں پیوست تمام کانٹے نکال کر پھینک دئیے خدا کی حجت تمام ہو گئی اور یتیم مکہ نے بتلا دیا کہ اختیارات کا سرچشمہ دنیا میں انقلابات کا باعث اور صاحب امر و اختیار نیز خزانہ ہائے غیب کا مالک اللہ ہے اور صرف اللہ۔

سلام ہو اس روح انور پر جس نے کائنات کے سامنے خدا کی حجت کا واضح اعلان کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ـــــ

فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

"حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رح سے اس دورِ آخر میں جتنا فیض دنیا کو پہنچا اس کی مثال نہیں ملتی"۔

ـــــ مولانا عبید اللہ انور ـــــ

اس نادرۂ روزگار شخصیت کو خراجِ عقیدت پیش کرنے اور اس کی علمی، روحانی، تصنیفی اور جماعتی خدمات کے بھرپور اظہار کے لئے امام لاہوری رح کی یادگار

خدّام الدّین کا خصوصی نمبر

ـــــ طے ہو چکا ہے ـــــ

اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس یادگاری نمبر کی تفصیلات کا عنقریب اعلان ہو گا۔ آپ سے درخواست ہے کہ حضرت شیخ کی کوئی تحریر، کوئی مکتوب، ان کے متعلق کوئی مضمون، مقالہ، کسی اپنے یا بیگانے کا کوئی قول جو آپ کے علم میں ہو اس سے اولین فرصت میں مطلع کریں اور اس معاملہ میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

ہمارے دوست مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی نوشہروی جو آج کل انڈیا میں وہاں کی شخصیات سے اس سلسلہ میں رابطہ کئے ہوئے ہیں۔

ـــــ المعلن ـــــ

ـــــ ناظم ہفت روزہ خدّام الدّین لاہور ـــــ

کیا ہے منتشر ہم نے ہی افرنگی کا شیرازہ

از قلم: ملک ماہر کرنالی، گوجرانوالہ

خودی کے پاسباں ہم ہیں، حمیّت کے نشاں ہم ہیں
عروجِ آدمیّت ہیں، برنگِ آسماں ہم ہیں
مریضانِ غم و آلام کے چارہ گراں ہم ہیں
پناہِ بے کساں ہیں، مایۂ بے مائیگاں ہم ہیں
ہمارے دم سے ہے حسنِ چمن زارِ جہاں قائم
گل و گلزار سے پوچھو، بہارِ بے خزاں ہم ہیں
ہمی نے کی ہمیشہ رہنمائی رہ نوردوں کی
ہر اک منزل بتائے گی امیرِ کارواں ہم ہیں
نہیں خوف و خطر جور و جفائے بزمِ ہستی سے
خس و خاشاک استبداد پہ برقِ تپاں ہم ہیں
کیا ہر دور میں چھلنی ہم نے سینۂ باطل
زمانہ جانتا ہے حق کی شمشیر و سناں ہم ہیں
لپک کے ہم نے ہی نوچا ہے زرتابی قباؤں کو
غرورِ کجکلاہی کے لئے آتش فشاں ہم ہیں
جو اُٹھے تو رگِ جانِ جہاں ہیں۔ بجلیاں بھر دیں
یقیناً گرمئ توحید سے شعلہ بیاں ہم ہیں

کیا ہے منتشر ہم نے ہی افرنگی کا شیرازہ
جنہوں نے دار پر دی ہیں اذانیں وہ جواں ہم ہیں
رہے ہر حال میں ہم ہی حریفِ گردشِ دوراں
ازل سے آج تک پیہم شریکِ امتحاں ہم ہیں
زمانے بھر کی دارائی نہیں جچتی نگاہوں میں
خوشا قسمت غلامانِ شہِ کون و مکاں ہم ہیں
خدا شاہد ہے حرف آنے نہ دیں گے ملک و ملت پر
عدو کے واسطے پیغامِ مرگِ ناگہاں ہم ہیں
ہمیں نسبت ہے ماہر سرزمینِ میر و غالب سے
سلیقہ گفتگو کا ہے ہمیں، اہلِ زباں ہم ہیں

ہادیٔ انسانیت کی عدیم النظیر قربانیاں

علامہ محمد یوسف جبریل

اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر جن لوگوں نے قربانیاں دیں، ان میں انبیاء علیہم السلام کی قربانیاں اسی نسبت سے دل گداز تر ہیں۔ قلم کی طاقت کہ ان زہرہ گداز آلام و مصائب کا احاطہ کر سکے جو انسانیت کے آخری ہادی کو اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کی پاداش میں آئے۔

آپؐ کعبۃ اللہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ اوائلِ رسالت کے ایام ہیں۔ کفر کی آندھیاں چراغِ اسلام کو بجھانے کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ وہ دور ہے کہ آپؐ پر ہر طرف سے دکھوں اور مصیبتوں کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ آپؐ عالمِ تنہائی میں اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک آدمی کا گذر وہاں سے ہوتا ہے۔ وہ آپؐ کے پاس آ کر رک جاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اے محمدؐ! آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا! میں اپنے اللہ سے شکوہ کر رہا ہوں، آج کئی روز سے فاقہ سے ہوں۔ وہ شخص یہ سن کر اپنے گھر کی طرف لوٹا، اور جلد ہی چند دانے کھجور کے لیے ہوئے حاضر ہوا، اور عرض کیا، آپؐ یہ تناول فرمالیں۔ آپ نے کھجوریں اپنے دستِ مبارک میں لیں اور فرمایا۔ اے شخص! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور جب اس شخص نے کہا کہ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا، تو پھر تیار رہو، جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اس پر مصیبتیں اس طرح آتی ہیں جس طرح ندی پہاڑ سے گرتی ہے۔

ہاشم کا وہ گھرانہ جس کی سارے عرب میں دھوم تھی، آج اس سے قطع تعلق ہو رہا ہے۔ منادی کرنے والے کی آواز گونجتی ہے۔ مکّے کا کوئی آدمی بھی بنو ہاشم سے کلام نہ کرے، سلام کا جواب نہ دے، انہیں کنوئیں سے پانی نہ بھرنے دے، نہ کوئی ان سے کاروبار کرے، نہ کوئی ان کو رشتہ دے، نہ لے اور بنو ہاشم آج سے اپنے شہر میں پردیسی ہو چکے ہیں۔ انہوں نے شعب ابی طالب کی گھاٹی میں پناہ لی ہے۔ بچے بھوک اور پیاس سے بلک رہے ہیں۔ ان کو شدتِ اضطراب سے ان بچوں کی چیخیں مکہ کے شہر میں سنائی دیتی ہیں۔

کوئی آدمی اگر ترس کھا کر کچھ روٹی ان محصور لوگوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو راستوں میں بیٹھے ہوئے پہرہ داران سے چھین کر خود کھا جاتے ہیں۔ آمنہ کا لال ان محصوروں میں تھا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اس دین کی پاداش میں ہو رہا تھا جس کی پکار ہادیٔ انسانیت نے اٹھائی تھی۔ اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشفق رفیقہ حیات شعبِ ابی طالب کے صبر آزما مصائب سہتے سہتے بالآخر اس دارالمحن کو خیرباد کہہ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب بھی آپؐ کو تنہا چھوڑ کر راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔ مشفقینِ رسولؐ میں جو مقام ان ہستیوں کو تھا۔ اس کے پیشِ نظر ان دو دوستوں کا حالات کے اس زہرہ گداز موقع پر داغِ مفارقت دے جانا ایک ایسا المیہ ہے جس کی تسکین نہ آہ و فغاں سے ہو سکتی ہے، نہ شکوہ و شکایت سے۔ مگر ایسے ایسے زخم کھا کر اور ایسے ایسے دوستوں کی جدائی برداشت کر کے بھی، جس نبی کے پایۂ ثبات میں لغزش نہ ہو۔ اس کی ثنا کے لیے لفظ کہاں سے لائیں اور اس کے بے پناہ دکھوں کا بیان کیوں کر ہو جب کہ سید الانبیاء اور صاحبِ معراج اور خلقِ عظیم ہونے کے باوجود "فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل"، کی تلقین خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

عبدالمطلب کا پوتا اور آمنہ کا لال مکے والوں کی سنگ دلیوں سے ناامید ہو کر طائف میں تشریف لے جاتا ہے۔ دیکھو لوگو! یہ کیا منظر ہے؟ اللہ کا پیغام پہنچانے اور دنیا و آخرت کا وعدہ دینے کی پاداش میں طائف بھر کے اوباش لوگوں نے یہ قطاریں باندھ رکھی ہیں۔ آپؐ بیچ میں سے گذر رہے ہیں۔ آپؐ پر پتھر برس رہے ہیں۔ جسدِ اطہر کا خون نعلین تک پہنچ کر جم گیا ہے، آپؐ نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تو اوباش آپؐ کو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا دیتے ہیں۔ آپؐ چلنے لگتے ہیں تو پھر آپؐ پر پتھروں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ جہاں عمر بھر آپؐ پر مصیبتوں کے آسمان ٹوٹتے رہے، وہاں آپؐ کے فرمان کے مطابق آپؐ پر سب سے سخت روز یہی طائف کا روز تھا۔ آپؐ طائف کے ایک مقام نخلہ پر پہنچے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے جو دُعا کی، اسے سن کر پتھر کا دل بھی پسیج جاتا ہے۔ اپنے اللہ سے عرض کیا۔ الٰہی تیری زمین مجھ پر تنگ ہو چکی ہے، اب تو ہی بتا، میں بے یار و مددگار کہاں جاؤں، کیونکہ اس وقت کے رواج کے مطابق آپ مکہ سے ایک بار نکل چکنے کے بعد دوبارہ اس وقت تک داخل نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ مکہ کا کوئی آدمی آپؐ کی ضمانت نہ دے۔ تاہم آپؐ واپس مکہ میں تشریف فرما ہوئے اور مکہ کے ایک شخص نے آپؐ کی ضمانت اٹھائی، اس کے بعد آپؐ کو معراج کا شرف حاصل ہوا۔ سبحان اللہ کہاں وہ نخلہ میں آپؐ کی بے بسی کا دل گداز منظر اور کہاں بخششِ معراج کی ہمہ گیر عظمت —

اللہ کے دین کی خاطر آپؐ نے گھربار، خویش و اقارب، غرضیکہ سب کچھ چھوڑا۔ ہجرت کے وقت آپؐ مکہ سے باہر نکلے، تو آپؐ نے مکہ کو خطاب کر کے فرمایا! "اے میرے عزیز وطن میں تجھ کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا، مگر مجھے تجھ سے چھڑا دیا گیا"۔ ہجرت کی داستان بذاتِ خود ایک غم انگیز داستان ہے غارِ ثور میں آپؐ کا قیام پُر از خطر، صحرائے عرب کا طویل سفر جب کہ مکہ کی سرزمین کا ہر شقی القلب دشمن آپؐ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ رنج و صعوبت کی منزلوں میں تکمیل ہوا، تو کفارِ مکہ نے آپؐ کو مدینہ منورہ میں بھی سکون سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کا موقع ملنے نہ دیا اور آپؐ اس وقت تک فکر و تردد سے آزاد نہ ہوئے جب تک کہ مشیّتِ ایزدی نے کفارِ مکہ کی کمر نہ توڑ ڈالی۔

دنیا دار لوگ اس دنیا میں اس امید پر محنت کرتے ہیں کہ بالآخر اطمینان و سکون اور عیش و عشرت سے رہ سکیں، مگر نبیؐ کی حالت میں طویل جدوجہد کے بعد طویل و عریض سلطنت کے حصول کے بعد کوئی تبدیلی نہ آئی۔ عرب کے یہ تاجدار زمین پر بچھی ہوئی ایک چٹائی پر استراحت فرما ہیں ایک طرف کونے میں ایک برتن میں تھوڑے سے جَو رکھے ہیں۔ آپؐ کے جسدِ اطہر میں چٹائی کے نشان ثبت ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں۔ آپؐ کی یہ حالت دیکھ کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپؐ ان سے رونے کا سبب پوچھتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیصر و کسریٰ تو عیش و عشرت اور ناز و نعم میں رہیں اور آپؐ کی زندگی اس تنگی میں بسر ہو۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا، اے عمرؓ! کیا یہ بہتر نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔

جب آخری وقت میں آپؐ پر حالتِ نزع طاری تھی، گرمی کی حدت کو توڑنے کے لیے آپؐ اپنے پاس رکھے ہوئے ایک پیالے میں اپنا دستِ مبارک ڈبو ڈبو کر اپنی پیشانی پر ملتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ جو پاس تشریف فرما تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر بے قرار ہو گئیں تو آپؐ نے فرمایا، فاطمہ! آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی تکلیف نہ ستا سکے گی۔ آپؐ ۲۳ سالہ نبوت کی پر اندوہ زندگی گذار کر اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ ان ۲۳ سالوں کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ملتا جو غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا نہ ہو۔ آپؐ کی زندگی ایثار اور قربانی کی زندگی تھی۔ آپؐ نے اپنا سب کچھ بنی نوعِ انسانی کی خاطر قربان کر دیا۔ آپؐ پر درود و سلام ہو، آپؐ کی قربانیوں نے دنیا کے طول و عرض کو ابدی نور سے منور کر دیا۔

جو عقل کھری تھی کی وہ کھوٹی اس نے
اچھے اچھوں سے چھینی روٹی اس نے
مستوں پہ شراب فاقہ مستی لائی
پتلون کو کر دیا لنگوٹی اس نے
(اکبر الہ آبادی)

امام مظلوم خلیفۃ المسلمین

حضرت عثمان ابنِ عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد اکرم لدھیانوی

سیّدنا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نسباً سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین رشتہ داروں میں سے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضور اکرم صلی اللہ و سلم کی عم زاد (پھوپھی زاد) بہن تھیں۔ آپؓ دامادِ رسولؐ بھی تھے۔ آپؓ کے عقد میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ اسی نسبت سے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ آپؓ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے بھی قبل مشرف باسلام ہوئے۔ آپؓ مکہ میں سب سے زیادہ معزز سمجھے جاتے تھے اور حضرت عثمان غنیؓ پیکرِ حیا تھے۔ سخاوت آپ کی ضرب المثل تھی اور آپ ایمان لانے سے قبل بت پرستی، شراب نوشی و جملہ منکرات سے پاک رہے۔ آپ بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی — آپ نے اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کے لیے فراخ دلی سے پیسہ خرچ کیا۔ اسلام میں آپ پہلے وہ شخص ہیں جسے بمعہ اہل و عیال، ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ جب بھی مسلمانوں کو ضرورت پیش آئی تو حضرت عثمانؓ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ چونکہ اسلام نے غربت اور افلاس کے عالم میں پیش قدمی شروع کی تھی اور جن طاقتوں سے مقابلہ تھا وہ سب کی سب عظیم سرمایہ کی مالک تھیں۔ وہ مکہ کے مشرکین ہوں یا مدینہ کے یہودی، قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتیں سرمایہ داری کے تمام نظام پر قبضہ جمائے ہوئے تھیں۔ وقت کی ان تمام سرمایہ دار طاقتوں کے خلاف مسلمانوں نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ مشرکینِ مکہ نے جب خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر زندگی بسر کرنی دشوار کر دی۔ تو آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ اپنے چاہنے والوں سمیت اپنے وطن عزیز مکہ کو خیرباد کہہ کر مدینۃ المنورہ تشریف لے آئے۔ یہاں یہودی سرمایہ داروں سے سابقہ پڑا۔ جو دولت کے ذرائع پر قابض تھے۔ اور اقتصادی اعتبار سے مدینہ پر انہیں مکمل بالا دستی حاصل تھی۔ مسلمانوں کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ کوئی پانی کا چشمہ تک ان کے زیر اثر نہ تھا کہ جس سے وہ خود بھی اور اپنے ننھے بچوں کی پیاس جی بھر کر بجھا لیتے۔ بیئر رومہ نامی ایک میٹھے پانی کا کنواں جو ایک سرمایہ دار یہودی کے قبضہ میں تھا۔ اہل اسلام سے عداوت کے سبب تھوڑی مقدار پانی کے عوض وہ مسلمانوں سے دوگنی تگنی قیمت وصول کرتا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا۔ مسلمانان عالمِ افلاس میں تھے۔ یہ قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کنواں خرید کر اس مصیبت سے جان چھڑاتے۔ اس پریشان کن صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے بیس ہزار درہم کی خطیر رقم دے کر اس کو خریدا اور اہل اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ اگر آج کا کوئی سرمایہ دار ہوتا تو اپنے لیے مستقل ذریعہ آمدنی بنا لیتا۔

بعد ازاں بھی یہ پانی اتنا ناکافی تھا کہ مسلمانوں کے لیے کفایت نہ کرتا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بیئر رومہ کو کھود دے گا میں اسے جنت کی بشارتِ جنت دیتا ہوں۔ پس اسے حضرت عثمانؓ نے کھودا۔

آج بھی یہ کنواں موجود ہے اور اس کا نام اب بیئر عثمانؓ ہے۔ اسی طرح مسجد نبویؐ کی توسیع اور جیشِ عسرت کے وقت جبکہ حضورؐ نے فرمایا کہ "جو جیش عسرت

کے بیٹے یہ سامان تیار کر کے دے گا۔ اس کے لیے جنت لازم ہے۔"

حضرت عثمانؓ نے اس موقعہ پر بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے بعد جب خلافت آپ کو ملی تو نہایت ہی اچھے انداز پر آپ نے حکومت کی ذمہ داریاں پوری کیں۔ مسلسل چھ سال تک نہایت ہی بے نظیر کامیابی کے ساتھ خلافت کے فرائض انجام دئے۔ بڑی بڑی فتوحات ہوئیں۔ چنانچہ سندھ سے لے کر جبرالٹر تک اسلام کا عَلَم آپ کے ہی زمانے میں لہرایا گیا۔ قیصرِ روم آپ کے ہی دَورِ خلافت میں جہنم رسید ہوا۔ روما کی عظمت پارینہ ہوئی، ایران کے شہنشاہ یزدگرد کا خاتمہ ہوا۔ غرضیکہ مشرق سے مغرب تک اسلام کی عظمت کا پرچم لہرانے لگا۔ ان بے پناہ کامیابیوں کے بعد کچھ لوگوں نے آپ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے خلاف سازشوں کا جال بچھایا اور مصر اور کوفہ سے ہزاروں کی تعداد میں غنڈے مدینہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ مدینہ پہنچ کر ان غنڈوں نے ہنگامہ مچا دیا۔ اور خلیفہ ثالثؓ سے دستبرداری کا مطالبہ شروع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے جواباً فرمایا کہ تمہارا یہ مطالبہ پورا کرنے سے اس لیے قاصر ہوں۔ کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عثمانؓ تجھے اللہ ایک قمیص پہنائے گا اور کچھ لوگ اسے زبردستی اتارنا چاہیں گے۔ اگر تم نے لوگوں کے کہنے پر اس قمیص کو اتار دیا تو پھر جنت کی خوشبو تمہیں نصیب نہ ہو گی۔

یہاں یہ بات ذکر کرنا ضروری ہے کہ ذی النورینؓ نے ان غنڈوں سے یہ بھی کہا کہ بخدا یاد رکھو! اگر آج تم نے مجھے قتل کر دیا۔ تو پھر قیامت تک نہ تو ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ہی جہاد کرو گے۔

المختصر باغیوں نے ایک نہ مانی اور اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ جانثار صحابہؓ مہاجر اور انصار حضرت علیؓ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ، حضرت طلحہؓ صاحب نے آکر غنڈوں سے مقابلہ کی اجازت چاہی لیکن قربان جاؤں حضرت عثمانؓ پر کہ انہوں نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے مسلمانوں کی تلوار مسلمانوں کے خلاف میان سے باہر نکلے اور خون خرابہ ہو۔

بالآخر حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو اپنے غلام قنبرؓ سمیت دروازہ پر پہرہ دینے کے لیے مقرر فرمایا اور اسی طرح طلحہؓ اور زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو پہرہ دینے پر مامور کیا مقابلہ ہوا اور حضرت حسنؓ اور حضرت قنبرؓ زخمی ہوئے۔ دروازے سے ناکام ہونے کے بعد غنڈے مکان کی پچھلی طرف سے چھت پر چڑھ گئے (قبل ازیں ان غنڈوں نے خلیفۂ ثالث کے لیے اشیاءِ خوردنی کے ساتھ ساتھ پانی بھی بند کر دیا تھا) غنڈے مکان میں داخل ہو گئے۔ یہ اسلام میں ایک المناک واقعہ ہے۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا۔ اس روز خلیفہ ثالثؓ روزہ سے تھے۔ ماہ ذی الحجہ کی ۱۸ تاریخ تھی اور جمعۃ المبارک کا دن تھا اور آپؓ خواب میں دیکھتے ہیں کہ آقائے دو جہاںؐ، حضرت فاروق اعظمؓ اور ابو بکر صدیقؓ تشریف فرما ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں۔ عثمانؓ! جلدی کرو۔ تمہاری افطار کے ہم منتظر ہیں۔ بیدار ہوئے تو رفیقۂ حیات حضرت نائلہؓ کو اپنی شہادت کی خبر سنائی۔

باغی مکان میں داخل تو ہو ہی چکے تھے اس وقت حضرت ذی النورینؓ سورہ بقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے قرآن مجید سامنے تھا اور ظالموں نے پے در پے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا اور جس آیت کو خونِ شہادت نے سرخ کیا وہ تھی۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔ وار کرتے وقت وہاں موجود صرف وفادار رفیقہ حیات حضرت نائلہ تھیں۔ بے ساختہ انہوں نے پیارے شوہر کو بچانے کے لیے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا تو نتیجۃً ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ وہ خاتون جس کو آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا تھا آج گھر میں گھس کر اس کی اس طرح پردہ دری کی گئی۔

حضرت عثمان ابن عفانؓ کی شہادت تاریخ کا ایک افسوسناک باب ہے اور اس المناک واقعہ نے وحدت اسلامی کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ ذوالنورینؓ کی شہادت کے بعد ملت اسلامیہ میں کوئی ایسا انسان پیدا نہ ہوا جو مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا خلیفہ ثالثؓ کا قول من وعن صحیح ثابت ہوا اور آپ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں کے خلاف پہلی مرتبہ میان سے باہر نکلیں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید

تبصرہ

نور البصر فی سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم

قیمت: ۲۴/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: سنی پبلیکیشنز مسجد اشرفیہ چوک سنت نگر لاہور ۱

سیوہارہ کی مردم خیز زمین کے چشم و چراغ مادرِ علمی دار العلوم دیوبند کے فرزند عزیز، امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری قدس سرہٗ کے شاگرد رشید، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، امام الہند مولانا آزاد، مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ رحمہم اللہ تعالےٰ جیسے اساطین ملت کے دست و بازو، تحریک آزادی کے مدبر و بہادر رہنما، آزاد ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کے زبردست نقیب و ترجمان، قصص القرآن، اخلاق و فلسفہ اخلاق اور اسلام کا اقتصادی نظام جیسی شہرہ آفاق کتابوں کے مصنف مولانا حفظ الرحمٰن کے قلم کا شاہکار نور البصر ہے جو واقعۃً ایک سچے اور مخلص امتی کا ہدیہ عقیدت ہے۔ اپنے امام و آقا مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے حضور ـــــ اردو زبان میں سیرت کی جو کتابیں اپنا مخصوص مقام رکھتی ہیں ان میں نور البصر بھی ہے۔ درمیانہ سائز کے ۲۷۲ صفحی کی کتاب غلام ہندوستان اور اب آزاد ہندوستان کے ان گنت عربی و عصری مدارس میں چھوٹے بچوں کو پڑھائی جا رہی ہے، عام فہم، سادہ و دلنشین انداز میں سیرت رسول باب وار جس میں سنین کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ پھر ہر باب کا چند سطری خلاصہ جو بچوں کے لئے بہت مفید ہے اور ہر باب کے آخر میں چند سوالات، ایک مستند اور ذمہ دار قلم کا شاہکار امام العصر سید انور شاہ اور امام مدنی کی تقاریظ سے مزین، پاکستان میں پہلی بار اچھے انداز سے پلاسٹک کور کے ساتھ اور قیمت بڑی واجبی۔ عصری اور عربی مدارس کی ابتدائی کلاسز میں یہ کتاب پڑھا دی جائے تو معصوم بچوں کو اپنے آقا و مولا سے ابتدا میں ایسی نسبت ہو جائے گی جو آئندہ زندگی کی تعمیر میں ممد و معاون ہو گی ـــــ حاصل کریں اور فوری

●

خطبات قاسمی۔ خطیب مولانا محمد ضیاء القاسمی

قیمت ۵۱/۰۰ روپے

مکتبہ قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد فیصل آباد

ہمارے ملک کا بچہ بچہ مولانا محمد ضیاء القاسمی اور ان کی خطابت سے واقف ہے۔ وطن عزیز کے بعد یورپ اور عرب ریاستیں ان کی خطابت سے گونج چکی ہیں ـــــ اہل بدعت و ضلالت پر ان کے نام سے کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے ـــــ فیصل آباد کے علاقہ غلام محمد آباد (جو بجائے خود ایک شہر ہے) کی وسیع و عریض مسجد میں طویل عرصہ سے وہ خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ اطراف و اکناف کے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے ہیں، کہنے والے کہتے ہیں کہ ان کی تقریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مطالعہ خطیب محترم کی عادت میں شامل ہے جبھی تو ہر جمعہ نئی چیزیں سامنے آتی ہیں ـــــ اس مقام سے دور لوگ ان جواہر پاروں سے فائدہ اٹھائیں اور خاص طور پر نوجوان خطبا کے ہاتھ میں ایک مستند مجموعہ آ جائے۔ اس مقصد سے انہوں نے ہر مہینہ کی مناسبت سے ٹھوس خطبات مرتب کئے جس کی پہلی جلد ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہمارے سامنے ہے۔ یہ جلد ۲۶ خطبات پر مشتمل ہے۔ دوسری میں بھی اتنے ہی خطبات شامل ہوں گے۔ موقعہ و محل کی مناسبت سے قاسمی صاحب نے ان خطبات کو ترتیب دیا ہے جس میں اچھا خاصا علمی مواد جمع ہو گیا ہے ـــــ نوجوان خطباء نہ صرف ان خطبات سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں بلکہ ان لائنوں پر وہ محبت و مطالعہ کا پاکیزہ ذوق بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسیطرح عوام اردو دان اس مجموعہ سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ اس میں استناد کا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے ـــــ ہم اس خدمت و محنت کو سراہتے ہیں۔ قاسمی صاحب کو مبارک کہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ـــــ برادران اہلسنت اس مجموعہ کی قدر افزائی کریں گے ـــــ ساتھ ہی قاسمی صاحب سے یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اپنے جمعہ کے خطبات میں سے منتخب خطبات کے ضبط و ترتیب کا اہتمام کریں تا کہ مزید سرمایہ سامنے آ سکے۔

●

نتیجہ امتحان دورۂ تفسیر

★ ——— رپورٹ : ظہیر میر

دورۂ تفسیر کے فارغ التحصیل طلباء میں حضرت اقدس مدظلہ' نے اپنے دست مبارک سے اسناد اور انعامات تقسیم فرمائے۔

حسب سابق امسال بھی مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں دورۂ تفسیر کی کلاس منعقد ہوئی۔ ملک کے مختلف علاقوں سے طلباء کرام تشریف لائے اور شعبان اور رمضان کے مقدس مہینوں میں قرآنی تفسیر اور دوسرے لیکچرز سے مستفید ہوئے۔ ان طلباء کو مختلف موضوعات پر لیکچرز دینے کے لئے اس سال ملک کے نامور جیّد علماء کرام کی خدمات بھی حاصل کی گئی تھیں۔ حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ نے فرقہ رافضیہ سے متعلق طلبہ کو سیر حاصل لیکچرز دئے۔ اسی طرح فتنہ مرزائیت پر ملک کے دو نامور جیّد علماء کرام جناب مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے طلباء کو خوب تیاری کرائی۔ استاد العلماء حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب عباسی نے طلباء کو قرآن کی تفسیر پڑھائی۔ ان کے اسباق صبح ٨ بجے سے لے کر ١٢ بجے تک چلتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر اور مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے بالترتیب لیکچرز دئے۔ عیسائیت کے موضوع پر جناب مولانا عبدالرحیم صاحب منہاج سابق ڈیوڈ نے بھی طلباء کو لیکچرز دئے۔

مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں دورۂ تفسیر کے لئے اچھی خاصی محنت کرنا پڑتی ہے۔ طلباء سارا دن مصروف رہتے تھے۔ اس کے باوجود نتیجہ بہت اچھا رہا۔ اور رات بعد نماز عشاء حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ اپنا سبق شروع فرماتے اور یہ سلسلہ ساری رات چلتا رہتا۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے مختلف موضوعات پر فلسفۂ مولانا عبیداللہ سندھی رح کی طرز پر بڑے بھرپور لیکچرز دئے۔ انہوں نے حسب عادت بڑی محنت کر کے طلباء کو یہ لیکچرز لکھوا بھی دئے تاکہ بعد میں بھی طلباء اس قیمتی ذخیرہ سے استفادہ کر سکیں۔

طلباء کو اسناد کی تقسیم کے لئے ایک پُر وقار تقریب ستائیس رمضان المبارک کی شب کو جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں بعد نماز تراویح منعقد کی گئی۔ حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے اس تقریب کی صدارت فرمائی۔ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے بطور مہمانِ خصوصی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ طلباء بڑے خوش قسمت ہیں جنہوں نے یہاں سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ انہوں نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں جا کر حضرت لاہوری رح کی طرز پر حرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے دین کی خدمات انجام دیں۔

مولانا اجمل خاں صاحب نے ولولہ انگیز تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کسی چیز کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہو جائے اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن اس لئے مقدس کتاب ہے کیونکہ وہ کتاب اللہ ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے ساری دنیا سے افضل ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسان کی حقیقی قدر و قیمت بھی صرف اسی وقت بڑھ سکتی ہے جب وہ صحیح معنوں میں عبداللہ بن جائے۔ مولانا اجمل خاں صاحب کی تقریرِ دلپذیر کے بعد طلباء کرام میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ اپنے دستِ مبارک سے اسناد اور انعامات تقسیم فرمائے۔

ہر طالب علم کو جس نے دورۂ تفسیر کا امتحان پاس کیا دو قسم کی اسناد دی گئیں۔ ایک دورۂ تفسیر کی سند جس پر حضرت مدنی رح، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح، حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رح، مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رح، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رح، مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی، حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کے دستخط ہوتے ہیں اس دفعہ اس سند پر مولانا اجمل خاں صاحب اور مولانا حمیدالرحمٰن صاحب عباسی مدظلہم کے دستخط بھی کروائے گئے۔ اور ایک دوسری مخصوص سند حضرت اقدس نے ان طلباء میں تقسیم فرمائی، جنہوں نے باقاعدگی کے ساتھ حضرت اقدس کے لیکچرز میں شرکت کی۔ ان خوبصورت اسناد کے علاوہ طلباء کرام میں نقدی، کپڑے، کتابیں بھی تقسیم کی گئیں۔

دورۂ تفسیر کی کلاس کا نتیجہ کچھ اس طرح رہا :—

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	کل نمبر	حاصلکردہ نمبر	کیفیت
١	مولوی الحافظ محمد زاہد حسین صاحب	الحاج محمد حبیب صاحب کراچی	١٠٠	١٠٠	اوّل
٢	مولوی محمد عثمان صاحب	مولوی محمد سلیمان صاحب ہزارہ	"	٩٩	دوم
٣	" محمد عبدالوہاب صاحب افغانی		"	٩٩	"
٤	" نور الٰہی صاحب اعوان	جناب احمد صاحب بھکر	"	٩٩	"
٥	" اللہ بخش صاحب تونسوی	جناب محمد یار صاحب تونسہ شریف	"	٩٩	"
٦	" محمد اکرم حامد صاحب	الحاج خوشی محمد صاحب رائے ونڈ	"	٩٨	سوئم
٧	" خلیل الرحمٰن صاحب طاہر	حکیم نظام الدین صاحب شیخوپورہ	"	٩٧	"
٨	" عزیز الرحمٰن صاحب	مولوی قادر داد صاحب ملتان	"	٩٧	"
٩	" مولوی محمد الرحمٰن صاحب	مولوی عزیز الرحمٰن صاحب ہزارہ	"	٩٧	"
١٠	" ابوبکر عبدالغنی صاحب	حکیم محمد اشرف صاحب مرحوم لاہور	"	٩٦	
١١	" لیاقت علی صاحب	محمد یٰسین صاحب خانیوال	"	٩٦	
	" محمد مشتاق صاحب	جناب شاہ محمد صاحب ساہیوال	"	٩٥	
١٣	" محمود الحسن صاحب امجد	مولوی عبدالحلیم صاحب شیخوپورہ	"	٩٥	

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	کل نمبر	حاصلکردہ نمبر	کیفیت
۱۴	مولوی عبدالحی صاحب	جناب محمد اسحاق صاحب	۱۰۰	۹۵	
۱۵	″ غلام مصطفیٰ صاحب	جناب غلام یحییٰ صاحب ہزارہ	″	۹۵	
۱۶	″ محمد قاسم صاحب	جناب خدا بخش صاحب حاصل پور	″	۹۵	
۱۷	″ محمد عبدالوحید احمد صاحب قریشی	جناب محمد اکرام قریشی صاحب لاہور	″	۹۵	
۱۸	″ محمد امین صاحب	چوہدری عبدالمجید صاحب لاہور	″	۹۵	
۱۹	″ محمد احتشام الحق صاحب	مولانا غلام مرتضیٰ صاحب بہاولنگر	″	۹۴	
۲۰	″ حافظ محمد اشرف علی صاحب	جناب شیر محمد صاحب سرگودھا	″	۹۴	
۲۱	″ عبدالستار صاحب	حاجی محمد شریف صاحب بہاولنگر	″	۹۴	
۲۲	″ عبدالرزاق صاحب	محمد ادریس صاحب ساہیوال	″	۹۳	
۲۳	″ محمد ارشاد صاحب	مولوی رحمت اللہ صاحب مانسہرہ	″	۹۲	
۲۴	″ محمد احمد صاحب	محمد نواز صاحب سرگودھا	″	۸۰	
۲۵	″ ارشد علی صاحب	محمد رمضان صاحب رائے ونڈ لاہور	″	۷۰	
۲۶	″ سید سبطین شاہ صاحب	سعید اختر حسین شاہ صاحب	″	۶۰	
۲۷	″ شوکت علی صاحب بلتی	ملتانی	″	۵۰	
۲۸	″ اللہ بخش صاحب	محمد حسین صاحب بھکر	″	۵۰	
۲۹	″ شمیم احمد صاحب حسن	مولانا حکیم علی محمد صاحب چڑانوالہ	″	۵۰	
۳۰	″ محمد رفیق صاحب ہزاروی	مولوی محمد مسکین صاحب ہزارہ	″	۵۰	
۳۱	″ مسعود الٰہی صاحب مخدوم	حافظ محمد حنیف صاحب سرگودھا	″	۵۰	
۳۲	″ محمد ابراہیم صاحب	عبدالغفور صاحب ملتان	″	۵۰	
۳۳	″ بشیر اختر اعوان صاحب	محمد اکرم صاحب اوچ شریف	″	۵۰	
۳۴	″ حافظ عبدالرحمٰن صاحب	غلام محمد صاحب شاہ پور صدر	″	۴۵	
۳۵	″ قاضی منصور الحق صاحب	حکیم منظور عالم صاحب جڑانوالہ	″	۴۵	
۳۶	″ محمد عبیداللہ نیازی صاحب	مولانا بشیر احمد صاحب	″	۴۵	
۳۷	″ شبیر احمد صاحب	مولانا شاہ محمد حسین صاحب صوابی	″	۴۵	
۳۸	″ حسین احمد صاحب	سید محمد سردار علی شاہ صاحب بانگا منڈی لاہور	″	۴۵	
۳۹	″ حسین احمد صاحب افغانی		″	۴۵	
۴۰	″ محمد یوسف صاحب		″	۴۵	
۴۱	″ قاری ظہور الحق صاحب اٹک		″	۴۵	
۴۲	″ حافظ محمد اختر اسکاتب	بہاولنگر	″	۴۳	
۴۳	″ حافظ یعقوب صاحب	جناب دارا خان صاحب سرگودھا	″	۴۳	
			″	۴۳	

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	کل نمبر	حاصلکردہ نمبر	کیفیت
۴۴	مولوی احمد علی صاحب	محمد حسین صاحب منچن آباد	۱۰۰	۴۳	
۴۵	″ محمد سردار صاحب	غلام رسول صاحب	″	۴۳	
۴۶	″ ظہور احمد صاحب	جھنگ	″	۴۲	
۴۷	″ مہر علی صاحب	زین العابدین صاحب خوشاب	″	۴۲	
۴۸	″ نصر اللہ صاحب	حاجی بشیر احمد صاحب جڑانوالہ	″	۴۲	
۴۹	″ قاری عبدالشکور کامران صاحب	حاجی محمد یار صاحب بہاولنگر	″	۴۲	
	[illegible]	غلام محمد صاحب جڑانوالہ	″	۴۲	
۵۱	″ قدرت اللہ عارف صاحب	میاں محمد ابراہیم صاحب ساہیوال	″	۴۲	
۵۲	″ عبیداللہ انور صاحب	مولانا عبدالرحمٰن صاحب بہاولنگر	″	۴۲	
۵۳	″ کریم بخش صاحب	حاجی رحیم بخش صاحب ملتان	″	۴۲	
۵۴	″ محمد عبداللہ صاحب	غلام مصطفیٰ صاحب بہاولنگر	″	۴۲	
۵۵	″ محمد رفیق صاحب	اللہ رکھا صاحب لیہ	″	۴۲	
۵۶	″ حافظ محمد اسلم صاحب نوید	ساہیوال	″	۴۰	
۵۷	″ محمد اسلام صاحب	مولانا عبدالرؤف صاحب لاہور	″	۴۰	
۵۸	″ انیس الرحمان صاحب	محمد علی صاحب جھنگ	″	۴۰	

نوٹ:۔ ان طلباء کرام کے علاوہ بعض دوسرے حضرات میں بھی حضرت اقدس نے خصوصی اسناد تقسیم فرمائیں ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

۱۔ مولانا ظفر احمد قاسم صاحب
۲۔ مولانا جاوید شاہ صاحب (۳) مولانا امداد اللہ صاحب (۴) محمد ظہیر میر

تقسیم اسناد اور انعامات

کے بعد حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے طلباء سے بڑا پُرمغز خطاب خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ لوگوں نے قرآن کی خدمت جاری رکھی تو مجھے امید ہے کہ آپ کے دین اور دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ لوگ آج یہ باغ و بہار جو دیکھ رہے ہیں یہ صرف اور صرف قرآن کی خدمت کے صلہ میں ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی قرآن کے لئے وقف کر رکھی تھی اس لئے اللہ نے انہیں دنیا میں بھی خوب نوازا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ اپنی زندگی کو قرآن کا اوڑھنا بچھونا بنا لیجئے۔ پھر دیکھئے اللہ آپ کو دین اور دنیا دونوں میں کس طرح سرفراز فرماتا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آج مسلمانوں میں جو زوال آرہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے قرآن عزیز کی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب مسلمانوں نے قرآن کو صحیح معنوں میں اپنایا وہ زمانے میں معزز ہوئے اور جب مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑا وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی دعا سے یہ تقریب

سعید اختتام کو پہنچی۔ تقریب کے اختتام پر لوگوں میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے خادم خاص جناب حاجی بشیر احمد صاحب نے حسب سابق اس سال بھی بڑی جانفشانی سے کام کیا۔ خورد و نوش کے سلسلہ میں کسی طالب علم نے کوئی شکایت نہیں کی۔ اس دفعہ مدرسہ قاسم العلوم اور شیرانوالہ مسجد میں تقریباً آٹھ قرآن تراویح میں مختلف حفاظ کرام نے سنائے۔ ان کی علیحدہ علیحدہ ختم قرآن پاک کی محافل منعقد ہوئیں۔ حاجی بشیر صاحب نے ہر موقع پر اپنے ہاتھوں مٹھائی تیار کر کے تقسیم فرماتی۔ اللہ انہیں اس کارِ خیر کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

شراب پینے سے انسان کی عقل و شعور زائل ہو جاتے ہیں۔ جنسی ہیجان قابو سے باہر ہو جاتا ہے اور پھر اس مغلوب العقل شخص کو چھوٹے بڑے گناہ میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ نشے کے سرور میں وہ ہر قسم کا گناہ کر گزرتا ہے۔ الغرض شرابی کو حلال و حرام، جائز و ناجائز، محرم و نامحرم میں بھی فرق و امتیاز نہیں رہتا زمانہ اس کی صداقت و حقانیت کا عمل اور تاریخی ثبوت دیتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے حرمتِ شراب کی حقانیت کو کتنے اچھے پیرائے میں بیان کیا ہے ؎

سَالَتۃَ لِلفَتیٰ مَالَیسَ فِی یدہٖ
ذَھَّابَۃٌ بِعقولُ القَومِ وَالمُالِ
تَورَثَ القَوْمِ اِضغَانًا بِلا اَحسَنِ
مُزرِیَۃٌ بَالفَتیَ ذِی النَّجدَۃ الحَالی

(عامر بن الظرب)

"کہ یہ (شراب) انسان سے وہ دولت مانگتی ہے جو اس کے پاس نہیں ہوتی۔ یہ لوگوں کی عقلوں اور مال کو فنا کر دیتی ہے۔ یہ قوم میں دشمنی کے بغیر ہی کینے پیدا کر دیتی ہے اور بزرگی والے اور خوش صفت انسان کو عیب ناک بنا دیتی ہے"

شراب اور جرائم کا آپس میں بہت قریبی تعلق ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

The close relationship between alcoholism and crime is well-known and the statistics of baer, Kurella, gallanvandis and sichart show that from 25 to 85 percent of all malefactors are drunkards.

(The Jewish Encyclopaedia I. p. 33).

مے نوشی اور جرائم کا آپس میں گہرا تعلق ایک مشہور بات ہے اور بائر، کوریلا، گیلنو نڈیز اور شیرٹ کے عادی شماریات کے مطابق ۲۵ سے ۸۵ فی صد مجرم شرابی ہوتے ہیں۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

There is universal testimony as to the close relationship between excessive drinking and breaches of moral law and to the laws of the state. There is a direct consequence of the paralysis of the higher faculties, intellectual and moral and the resulting free play given to the lower inclinations.

(Encyclopaedia of Religion and Ethics I. p. 30h)

یہ بات بھی ماہرین طب نے ثابت کر دکھائی ہے کہ شراب پینے والے بہ نسبت نہ پینے والوں کے زیادہ مرتے ہیں اور عمر بھی کم پاتے ہیں۔ حکماء لکھتے ہیں کہ شراب پینے والوں کے دل پر چربی بڑھ جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ اس چربی کے خول کا حجم بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ دل انقباض کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ بالآخر ہلاکت ہوتا ہے۔ ماہرین طب کہتے ہیں انسان کے خون میں بہت سے سفید رنگ کے جراثیم ہوتے ہیں جو امراض متعدیہ کا دفاع کرتے ہیں۔ اور شراب دفعۃً ان کو فنا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے امراض متعدیہ کے مقابلہ کے لیے اور مہلک کیڑوں کی مدافعت کے لیے قدرت نے جو فوج ہمارے جسم میں مرتب کی ہے۔ شراب کا پہلا حملہ اسی پر ہوتا ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے

تخصص فی التفسیر

شرائط حسب ذیل ہیں:-

- درس نظامی کا فارغ ہونا۔
- عمر ۲۲ سال۔
- جس مدرسہ سے فارغ ہوا ہے اس کے مہتمم کی کیریکٹر کے متعلق سند۔
- داخلہ انٹرویو کے بعد ہو گا
- تخصص فی التفسیر کے ساتھ میٹرک کی تیاری۔
- مولوی فاضل کے بعد ایف اے، بی اے تک کی تیاری۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دامت برکاتہم اور پنجاب یونیورسٹی کے تفسیر و حدیث کے استاذ پروفیسر مولانا نور الحسن صاحب نے ہفتہ میں ایک ایک بار "تخصص فی التفسیر" کے طلباء کو پڑھانا منظور فرما لیا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا حمید الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور باقاعدگی کے ساتھ تعلیم دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۲۸ شوال المکرم کو انٹرویو کا دوسرا مرحلہ ہو گا اور صرف ۵ باقی نشستوں کے لئے امیدواروں میں سے انتخاب کیا جائے گا۔

المعلن:- ناظم مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فون نمبر ۶۴۹۸۴ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

چوتھا ایڈیشن

زیر طبع ہے

ہدیہ :

قسم اعلیٰ	قسم اوّل	قسم دوم
۱۵۰/- روپے	۱۲۰/- روپے	۸۵/- روپے

حضرت لاہوریؒ کے ترجمہ کے شائقین اور تاجر حضرات ۵ ستمبر کے بعد کسی بھی قسم کا آرڈر ارسال فرمائیں۔ تاجر حضرات بذریعہ خط و کتابت اپنے معاملات طے فرمالیں۔

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور